نبی ﷺ دا آسرا ہے
ماں حسین دی
سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا وعلی ابنہا
مؤلف
مفتی
محمد چمن زمان
نجم القادری

نبی اے آسرا کل جہان دا

نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی

سلام الله تعالي علي أبيها وعليها وعلي ابنها

حضور ﷺ کے بعد سب سے افضل:

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے سینکڑوں کتب میں مذکور ہے

"أفضل الناس بعد رسول الله ﷺ"

"رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے بعد انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے"

حالانکہ :

رسول اللہ ﷺ کے بعد تو انبیاءِ کرام اور پھر رُسل ملائکہ کا درجہ ہے اور سیدنا ابو بکر صدیق کا درجہ ان کے بعد ہے۔

بنابریں یہ جملہ "کفریات" کے زمرے میں شمار ہونا چاہیے، کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق کو رُسل ملائکہ حتی کہ انبیاءِ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام سے بھی افضل کہا جا رہا ہے۔۔!!!

لیکن:

ہر شخص جانتا ہے کہ یہ جملہ اہلِ اسلام اور اہلِ سنت کا ہے جن کے ہاں غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا کجا، برابر ہونا بھی متصور نہیں۔ لہذا اسے قائلین کے حال کے مناسب محملِ حسن پر محمول سمجھا جاتا ہے اور یہ جملہ سلفاً خلفاً بلا نکیر سینکڑوں ائمہ وعلماء کی کلام میں موجود بھی ہے۔

امامِ اعظم:

حنفی اپنے مقتداو پیشوا جنابِ امام ابو حنیفہ کو"امامِ اعظم" کہتے ہیں۔

حالانکہ حقیقی طور پر تو"امامِ اعظم"سید الرسل جانِ کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا ہیں جو"امام الانبیاء" ہیں۔ کوئی اور"امامِ اعظم" کیسے ہوسکتا ہے؟

اس لحاظ سے تو"امام اعظم" بھی کلمۂ کفر شمار ہونا چاہیے۔۔۔!!!

لیکن غیر مقلدوں کے ایک طبقہ کو چھوڑ کرہر عام وخاص جانتا ہے امام ابو حنیفہ کو"امام اعظم" کہنے والے اہلِ اسلام واہلِ ایمان ہیں۔ ان سے اس بات کا تصور ہی نہیں کہ وہ امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہتے ہوئے ایسے معنی کا ارادہ کریں جو خاصۂ سید الرسل ﷺ ہے۔ لہذا قائلین کے حال کو دیکھتے ہوئے اس اطلاق کو بھی محملِ حسن پہ محمول سمجھا جاتا ہے اور سلفا خلفا بلا نکیر یہ اطلاق ہوتا چلا آرہا ہے۔

شیخینِ کریمین در انبیاء معدود اند:

شیخِ مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا صدیقِ اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم کے فضائل پہ گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایں ہر دو بزرگوار از بزرگی در انبیاء معدود اند وبہ فضائل انبیاء محفوف۔

یعنی شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بزرگی کے باعث انبیاءِ کرام میں شمار ہوتے ہیں اور انبیاءِ کرام کے فضائل سے موصوف ہیں۔

(مکتوباتِ مجدد الف ثانی، دفتر اول، مکتوب251ج1ص412)

کیا اس گفتگو کو سامنے رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالیٰ شیخینِ کریمین رضی اللہ

تعالی عنہما کی نبوت کے قائل ہیں؟

اگر معاذ اللہ شیخینِ کریمین کی نبوت کے قائل ہیں تو لازمی طور پر ختمِ نبوت کے منکر بھی ہوئے۔جب ختمِ نبوت کے منکر قرار دیئے جائیں تو شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالی پہ کیا فتوی آئے گا؟

اور انہیں "شیخِ مجدد الف ثانی" ماننے والوں پہ کیا فتوی آئے گا؟؟؟

لیکن ہر عقل مند منصف مزاج ایماندار سمجھ سکتا ہے کہ

شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالی سے ایسے کفری معنی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ضرور یہ گفتگو تشبیہ پر محمول ہے۔اور اس کا حاصل یہ ہے کہ:

جیسے شجاعت وجرات سے اتصاف اور اس میں کمال کی وجہ سے زید کا شمار شیروں میں ہوتا ہے، یونہی لوازم وخصائصِ نبوت کے علاوہ دیگر اوصاف وکمالاتِ انبیاء سے اتصاف اور ان میں کمال کے باعث شیخینِ کریمین گویا کہ صفِ انبیاء میں کھڑے ہیں۔

یا کوئی اور ایسا محملِ حسن جو شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالی کے حال کے موافق ہو۔

شیخِ مجدد،خداوندِ دولت:

امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالی کے القاب میں فرماتے ہیں:

تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت وخداوند دولت ومرجع ومنتہٰی ومفرغ وملجا وسید ومولٰی جناب شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے مکتوبات کی جلد اول میں فرماتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ 583/21)

جی ہاں!

امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی شیخِ مجدد کو خاندانِ دہلی کا 'خداوند دولت" کہہ رہے ہیں۔

اور اس قسم کے الفاظ فتاوی رضویہ میں کئی بار استعمال ہوئے ہیں۔ایک جگہ فرمایا

کہاں شیخ طریقت وآقائے نعمت وخداوند دولت خاندان دہلی حضرت شیخ مجدد کا یہ واشگاف قول کہ تصور صورت شیخ سے غافل نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ 250/15)

کیا کوئی احمق کہہ سکتا ہے کہ:

امام احمد رضا خان نے شیخِ مجدد کو اُسی معنی کے لحاظ سے "خداوند" کہا ہے جس معنی کے لحاظ سے اس کلمہ کا اطلاق ذاتِ باری تعالی پہ کیا جاتا ہے ؟؟؟

معمولی سی عقل رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کلماتِ مدح وثناء ہیں اور ان سے ویسے ہی معنی مراد ہوں گے جو امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی کے حال کے لائق وموافق ہوں۔ جیسے "آقا"، "مالک" اور اس سے ملتے جلتے معنی۔

ایک بدیہی امر:

اگر ہم گننے کو آئیں تو اہلِ اسلام کی گفتگو میں ہزاروں نہیں، لکھوکھا ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اگر انہیں کسی برے محمل پہ محمول کرنے کی کوشش کی جائے تو بآسانی فاسد معنی نکالے جا سکتے ہیں اور اس صورت میں اس زمین پر کوئی ایک بھی ایماندار باقی نہ بچے گا۔

لیکن فقط اہلِ علم نہیں، معمولی عقل کے حاملین بھی بخوبی جانتے ہیں کہ:

ہر جملہ ایک ہی معنی پر محمول نہیں کیا جاتا اور ایک ہی کلمہ ایک ہی جملہ میں کئی بار استعمال ہو تو ضروری نہیں کہ ہر بار اس کے ایک ہی معنی مراد ہوں۔

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ، وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ، نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ، إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا ، يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ،

فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ ،وَجَزاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُها ، فَمَنِ اعْتَدى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدى عَلَيْكُمْ

کیا ان آیاتِ بینات کے بارے میں کوئی صاحبِ علم کہہ سکتا ہے کہ

استہزاء، مکر، نسیان، کید، خدع، سخر، سیئہ، اعتداء

ہر بار ایک ہی معنی میں استعمال ہوا ہے؟

ایسی مثالیں فقط قرآنِ عظیم میں نہیں، حدیثِ رسول ﷺ میں بھی بڑی کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔

مخصوص ٹولے کا المیہ:

معمولی سی عقل کا حامل بھی سمجھتا ہے کہ:

قائل اور دیگر معروضی حالات کا معنی کی نشاندہی میں بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔

لیکن:

یہ بات ایک مخصوص ٹولے کو سمجھ نہیں آتی۔۔۔!!!

اور سچ پوچھیں تو انہیں اس بات کی سمجھ ہے۔ وہ جس گفتگو کو درست کہنا چاہیں گے اس میں ہزاروں ہزار تاویلیں بھی کریں گے۔ سینکڑوں قرینے بھی نکالیں گے۔ ہر ممکن جوڑ توڑ کی کوشش بھی کریں گے۔

لیکن:

اگر کوئی جملہ اہلبیتِ رسول ﷺ کی شان میں نظر آجائے تو اب اہلبیتِ رسول ﷺ کے لیے تنگ دلی انگڑائی لے کر جاگ جاتی ہے۔اس میں سے ہزاروں کیڑے نکالنے کی کوشش

کریں گے تا کہ کسی طور ذکرِ اہلِ بیتِ رسول ﷺ سے روکا جاسکے۔

ابھی پچھلے دن مفتی منیب صاحب کی ویڈیو وائرل ہوئی۔ حضرتِ والا نے ایک سے زائد نشستوں میں شعر:

نبی اے آسرا کل جہان دا

نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی

اس پہ برہمی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ایک نشست میں فرمایا:

یہ عقیدہ ہمارے علماء کا نہیں ہے جو اس اسٹیج پر بیان کیا جارہا ہے اور جو آپ لوگ ہضم کرتے ہیں۔

اور فرمایا:

آپ کو کس نے یہ اختیار دیا کہ حرمتِ دین کو آپ پامال کریں؟

ایک ویڈیو بیان میں اس شعر کے معنی پہ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا

یعنی اللہ کے پیارے نبی تو پوری کائنات کے لیے آسرا ہیں۔ پوری کائنات کے لیے سہارا ہیں۔ پوری کائنات کے لیے وسیلہ ہیں۔ تو جب کل عالمین کے لیے میرے آقا آسرا ہیں تو کیا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا عالمین میں نہیں ہیں؟ کہ تم یہ کہتے ہو کہ اللہ کا نبی تو سارے جہانوں کے لیے آسرا ہے مگر نبی کو خود آسرے کی ضرورت ہے۔اور نبی کا آسرا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا ہیں۔ تو یہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی جو عقیدت لوگوں کے دلوں میں ہے، محبت ہے اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہ کس نے تعلیم دیا ہے کہ مقامِ سیدہ فاطمہ کا تقابل مقامِ رحمۃ للعالمین سے کرو؟ اس تقابل کی تعلیم کس نے دی ہے اور کب دی ہے اور کہاں دی ہے؟

جبکہ اللہ فرماتا ہے کہ:

و "بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" (واؤ کا اضافہ مفتی صاحب کی ذاتی جیب سے ہے)

اور خاص طور پر اللہ کے حبیب مومنوں پر نہایت مہربان اور بہت رحیم ہیں۔

جب سارے مومنوں پر ہیں تو کیا جماعتِ مومنین میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا شہزادئ جنت نہیں؟

انتہی بلفظہ

قارئینِ کرام!

اصل مسئلہ اپنی جگہ، لیکن میں نے مفتی منیب صاحب کی مکمل گفتگو آپ کے سامنے اس لیے رکھی تاکہ آپ مفتی صاحب کا معیارِ استدلال دیکھ سکیں۔

"نبی کا آسرا" کہنے سے حرمتِ دین کی پامالی:

مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ:

اس شعر سے "حرمتِ دین" پامال ہو رہی ہے۔۔۔!!!

میں مفتی صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

کیا "غیر نبی کو نبی ﷺ کا آسرا" کہنے سے حرمتِ دین کی پائے مالی ہوتی ہے؟

حضرتِ لوط علیہ الصلاۃ والسلام کا آسرا:

اگر مفتی منیب صاحب کہتے ہیں کہ:

"غیر نبی کو نبی کا آسرا" کہنے میں دین کی حرمت کی پائے مالی ہے تو پھر سیدنا لوط علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر کیا فتوی لگے گا؟ آپ نے خود فرمایا:

لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ

کاش مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا۔

(سورۂ ہود آیت80)

اگر "غیر نبی کو نبی کا آسرا" کہنا مطلقا حرمتِ دین کی پائے مالی ہے تو پھر سیدنا لوط علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اس گفتگو پہ مفتی صاحب کیا فتوی لگائیں گے ؟

اور فتوی فقط سیدنا لوط علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پہ نہیں لگے گا، کیونکہ یہ قرآن کی آیۂ مقدسہ ہے جو کلامِ الہی ہے، مفتی صاحب کو آگے کا بھی سوچنا پڑے گا۔

سید الانبیاء ﷺ کا آسرا:

اور اگر مفتی منیب صاحب یہ کہیں کہ:

ہماری گفتگو اللہ جل وعلا کے ہر نبی کے بارے میں نہیں بلکہ خاص سید الانبیاء ﷺ کے بارے میں ہے۔ذاتِ خداوندی کے علاوہ کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کا آسرا نہیں کہا جاسکتا۔

تو ہم کہیں گے کہ:اگر چہ یہ تخصیص اپنی جگہ باطل ہے۔لیکن اگر آپ کی اس تخصیص کو مان لیا جائے جب بھی آپ کا دعوی سرے سے باطل اور قرآنِ پاک کے سراسر خلاف ہے۔

اللہ رب العالمین نے عمِّ رسول سیدنا ابو طالب کو رسول اللہ ﷺ کا آسرا بنایا اور اسے محلِ امتنان میں ذکر فرمایا:

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ

کیا آپ کو یتیم نہیں پایا تو آسرا دیا؟

(سورۃ الضحی آیت6)

یہاں دسیوں مفسرین نے صراحت کی کہ وہ آسرا، وہ پناہ گاہ، وہ سہارا عمِّ رسول سیدنا ابو طالب کی ذاتِ گرامی ہیں۔

اگر سیدنا ابو طالب کو رسول اللہ ﷺ کا آسرا قرار دیا جائے اور خود خالقِ کائنات قرار دے اور دین کی حرمت پائے مال نہ ہو تو کیا وجہ ہے کہ:

"نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی"

کہنے سے دین کی حرمت کیوں پائے مال ہو رہی ہے؟

کیا مفتی منیب صاحب یہاں یہ تقریر نہیں کریں گے:

اللہ کے پیارے نبی تو پوری کائنات کے لیے آسرا ہیں۔ پوری کائنات کے لیے سہارا ہیں۔ پوری کائنات کے لیے وسیلہ ہیں۔ تو جب کل عالمین کے لیے میرے آقا آسرا ہیں تو کیا جنابِ ابو طالب عالمین میں نہیں ہیں؟ کہ تم یہ کہتے ہو کہ اللہ کا نبی تو سارے جہانوں کے لیے آسرا ہے مگر نبی کو خود آسرے کی ضرورت ہے۔ اور نبی کا آسرا جنابِ ابو طالب ہیں۔

میں نے نامِ نامی کے علاوہ باقی الفاظ مفتی منیب صاحب ہی کے رکھے ہیں۔ تو کیا مفتی صاحب یہاں بھی یہ تقریر کریں گے یا نہیں؟

اگر کریں گے تو ظاہر ہے کہ اب یہ سوال ذاتِ باری تعالیٰ سے ہو گا۔ کیونکہ

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ

قرآن کی آیت ہے۔ تو مفتی منیب صاحب خالقِ کائنات سے پوچھیں اور مؤاخذہ کریں کہ جب حضور ﷺ سب کے لیے آسرا ہیں تو اس آیت کے ذریعے جنابِ ابو طالب کو حضور کا آسرا کیوں قرار دیا جا رہا ہے؟

اور اگر مفتی منیب صاحب یہاں اپنی تقریر نہیں دہرا سکتے تو پھر ہمیں کہنے دیجیے کہ اصل تکلیف شانِ اہلِ بیت سے ہے۔۔۔!!!

ہر بات ہضم ہو سکتی ہے لیکن عظمت و شانِ اہلِ بیت سن کے برداشت نہیں ہو سکتی۔۔۔!!!

تاجدارِ صداقت کے احسانات:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ

اپنی صحبت اور مال کے ساتھ مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔

مفتی منیب صاحب کی تقریر یہاں دہرائی جائے تو یوں بنے گا

اللہ کے پیارے نبی کا پوری کائنات پہ احسان ہے۔ پوری کائنات کے محسن ہیں۔ تو جب کل عالمین کے لیے میرے آقا محسن ہیں تو کیا سیدنا ابو بکر صدیق عالمین میں نہیں ہیں؟ کہ تم یہ کہتے ہو کہ اللہ کا نبی تو سارے جہانوں کے لیے محسن ہے مگر نبی کو خود احسان کی ضرورت ہے۔ اور نبی کے محسن سیدنا ابو بکر صدیق ہیں۔

قاسمِ خیرات خود حضور ﷺ ہیں:

رسول اللہ ﷺ خود فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي

میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ جل جلالہ عطا فرماتا ہے۔

(صحیح البخاری حدیث 71)

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

وکونه صلّى الله عليه وسلّم رحمة للجميع باعتبار أنه عليه الصلاة والسلام واسطة الفيض الإلهي على الممكنات على حسب القوابل، ولذا كان نوره صلّى الله عليه وسلّم أول المخلوقات

رسول اللہ ﷺ کا سب کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ ﷺ تمام تر ممکنات پر ان کی قابلیت کے لحاظ سے فیضِ الٰہی کا واسطہ ہیں اور اسی لیے آپ ﷺ کا نور اول المخلوقات ہے۔

(روح المعانی 9/100)

مفتی منیب صاحب کے مطابق:

ابو بکر صدیق ممکنات میں ہیں یا نہیں؟ جب ممکنات میں ہیں اور انہیں جو بھی ملا وہ رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس سے ملا۔ پھر ابو بکر صدیق کے پاس اپنا کیا ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر خرچ کیا اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ سب سے بڑا احسان ابو بکر صدیق کا ہے۔ حتی کہ فرمایا!

مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلاَّ وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلاَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کسی کا مجھ پر کوئی ایسا احسان نہیں جسے میں نے چکا نہ دیا ہو، سوائے ابو بکر کے کیونکہ ان کا ہمارے ہاں ایسا احسان ہے کہ جس کا بدلہ قیامت کے روز انہیں اللہ جل وعلا عطا فرمائے گا۔

(جامع ترمذی 3661)

پوچھنے والی بات یہ ہے کہ:

کسی امتی کا رسول اللہ ﷺ پہ کونسا احسان ہے؟ اور احسان بھی ایسا کہ جس کا بدلہ نہیں دیا جا سکا۔ اب قیامت کے روز اللہ جل وعلا ہی اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔۔!!!

کیا مفتی منیب صاحب یہاں بھی فرمائیں گے کہ:

تو یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی جو عقیدت لوگوں کے دلوں میں ہے، محبت ہے اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔

خالقِ کائنات جل جلالہ کو قرض:

اللہ جل وعلا فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

کون ہے جو اللہ جل وعلا کو قرضِ حسن دے۔

یہ سورۂ بقرہ میں بھی ہے اور سورۂ حدید میں بھی۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ:

اللہ جل وعلا کو کون قرض دے گا؟

کیا مخلوق کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ جل وعلا کی طرف سے نہیں؟

اگر ہے اور یقیناً اسی کے دیئے سے ہے۔ وہ کریم خود فرماتا ہے:

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ

اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ جل وعلا کی جانب سے ہے۔

(النحل 53)

کیا مفتی منیب صاحب یہاں پر بھی کہنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ

جب ہر مالدار کا مال اللہ کی عطا سے ہے تو پھر وہ کونسا مالدار ہے جس کا مال عطائے الہی کے بغیر محض اس کا ذاتی ہو اور وہ دربارِ خداوندی میں پیش کرے تو فقہی قرض کہلائے؟

مفتی صاحب اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ جس کا مال ہو اسی کو واپس کرنا قرض نہیں بنتا۔

مفتی منیب اور ان کے ہمنواؤں سے گزارش:

مفتی منیب صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے گزارش ہے کہ اگر یہ سب کچھ قبول کیا جا سکتا ہے ، بلکہ قبول کرنا ضروری ہے تو تھوڑا سینہ وسیع کریں، عظمت و شانِ اہلبیت کو بھی ہضم کرنے کی کوشش کریں۔

اولاد ماں باپ کا آسرا:

اولاد ماں باپ کا سہارا ہوا کرتی ہے اور یہ جملے ہمارے عرف میں بھی بولے جاتے ہیں اور بلا نکیر استعمال ہوتے ہیں۔ جب ہر نیک بچہ اپنے ماں باپ کا سہارا ہوتا ہے تو پھر

"نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی"

یہ کونسا استحالہ لازم آرہا ہے؟؟؟

سیدۂ کائنات اور نصرتِ رسول ﷺ:

وہ تو وہ ہیں کہ جب مشرکینِ مکہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور سجدے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے مبارک شانوں کے بیچ اونٹنی کی اوجھ رکھ دیتے تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا وسلام اللہ تعالی علیہا کا بچپن ہے، آپ تشریف لاتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی پشتِ انور سے اسے ہٹاتی ہیں اور پھر دفاعِ رسول ﷺ میں مشرکینِ قریش کو برا بھلا کہتی ہیں۔

قابلِ توجہ بات:

سیدہ زہراءپاک رضی اللہ تعالی کا عمل اپنی جگہ ، لیکن اس حدیث کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود کا جملہ خصوصی طور پر لائقِ توجہ ہے:

فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ - وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ - فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى

یعنی ایک شخص سیدہ فاطمہ زہراءرضی اللہ تعالی عنہا کو خبر دینے کے لیے چلا اور اس وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا بچپن تھا۔ آپ جلدی جلدی تشریف لائیں۔

(صحیح البخاری520، صحیح مسلم1794)

سوال یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھےلیکن مشرکین کی کثرت اور طاقت کی وجہ سے آپ چاہتے ہوئے بھی آگے بڑھ کر اونٹنی کی اوجھ کو رسول اللہ ﷺ کے مبارک شانوں سے نہ ہٹا پائے۔خود فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اگر میرے پاس طاقت ہوتی تو میں اسے رسول اللہ ﷺ کی پشتِ انور سے ہٹا دیتا۔

ایسے کٹھن موقع پر سیدہ زہراءرضی اللہ تعالی عنہا ہی کو کیوں بلایا جاتا ہے ؟؟

یہ کوئی اتفاق نہیں تھا کہ اتفاق سے آپ وہاں موجود تھیں تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا۔ یا گھر سے اہلِ خانہ میں سے کسی اور کو بلانے کی کوشش کی گئی ہو اور اتفاق سے گھر پہ فقط آپ تشریف رکھتی تھیں تو آپ تشریف لے آئیں۔۔۔ ایسا معاملہ ہرگز نہیں تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی تصریح کے مطابق اس کڑے وقت میں بالخصوص سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا ہی کو بلایا گیا۔ آپ نے صاف لفظوں میں فرمایا

فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

یعنی جو شخص گیا وہ خاص سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا ہی کی طرف گیا۔
ایسی کٹھن گھڑی اور ایسے کڑے وقت میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے کسی اور کو نہیں بلایا جاتا، حتی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سامنے ہو کر بھی دفاع کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں بالخصوص سیدۃ نساء العالمین کو بلایا جانا صاف بتا رہا ہے کہ بلانے والوں کی نظر میں سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی رسول اللہ ﷺ کے لیے وہ مخصوص حیثیت تھی جو ہر شخص کو حاصل نہ تھی اور بلانے والا بھی سمجھتا تھا کہ اس موقع پر سیدہ فاطمہ ہی وہ ہستی ہیں جو دفاع اور حمایت و نصرتِ رسول ﷺ کر سکتی ہیں۔
اور بلا شبہ آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس کٹھن گھڑی نصرتِ رسول ﷺ کی۔ نہ صرف اونٹنی کی اوجھ کو رسول اللہ ﷺ کی پشتِ انور سے ہٹایا، بلکہ مشرکینِ مکہ کو بھی برا بھلا کہا اور مشرکینِ مکہ میں سے کسی کی جرات نہ ہو سکی کہ سیدہ پاک کو جواب دے سکیں۔
شیخِ محقق فرماتے ہیں:
فيه قوة نفس فاطمة الزهراء من صغرها لشرفها لكونها خرجت لسبّهم وهم رؤوس قريش فلم يردوها عليها
یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: بچپن ہی سے نفسِ سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا قوی تھا، آپ کے شرف کی وجہ سے۔ کیونکہ آپ رضی اللہ تعالی عنہا انہیں برا بھلا کہنے کے لیے تشریف لائیں حالانکہ وہ لوگ سردارانِ قریش تھے لیکن آپ کو جواب نہ دے سکے۔
(لمعات التنقیح 9/343)
سوال یہ ہے کہ:
جس شخص نے سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا کو بلایا، اس نے سیدہ پاک کو رسول اللہ ﷺ کا

سہارا سمجھا یا نہیں؟

اور "بالخصوص" سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا ہی کو بلانے کا مطلب یہ نکلا کہ اس مخصوص حالت میں فقط سیدہ پاک ہی کو سہارا سمجھا۔ اگر اس مخصوص حالت میں کسی اور کو سہارا سمجھا جاتا تو ان کو بلا لیا جاتا۔ اور حافظ ابنِ حجر نے گمان ظاہر کیا کہ بلانے والے خود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔

اگر اس مخصوص حالت کو تعبیر کرتے ہوئے کہا جائے کہ

"نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی"

تو کیا اپنے مولویوں اور پیروں کی تعریف میں زمین اور آسمان ایک کرنے والوں کی نظر میں عظمتِ وشانِ سیدۂ کائنات میں فقط اتنا کہنا "دین کی حرمت کی پائے مالی" بنے گا؟

غزوۂ احد کے موقع پر:

غزوۂ احد کے موقع پر جانِ کائنات ﷺ کا چہرۂ اقدس زخمی ہو جاتا ہے، راوی کا کہنا ہے:

كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُ الدَّمَ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ عَلَيْهَا بِالْمِجَنِّ

رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ خون دھونے میں مصروف ہیں اور مولا علی ڈھال کے ذریعے پانی ڈال رہے ہیں۔

لیکن جب دیکھتی ہیں کہ پانی سے خون مبارک کے بہاؤ میں اضافہ ہو رہا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا پکڑ کر اسے جلاتی ہیں، جب وہ راکھ بن جاتا ہے تو اسے زخم پہ چپکا دیتی ہیں اور یوں خون مبارک کا بہاؤ رک جاتا ہے۔

(صحیح البخاری 2911، 3037، 5248، صحیح مسلم 1790)

اولاد کے لیے جب "آسرا، سہارا" کے الفاظ بولے جاتے ہیں، کیا سیدۃ نساء العالمین کا یہ فعلِ مبارک اس معنی کی تصدیق و تحقیق کے لیے کافی نہیں؟

قریبِ وصال سہارائے رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کا وصال قریب ہے۔ کرب کے آثار رسول اللہ ﷺ کے رخِ انور پہ ظاہر ہیں۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

فَأَسْنَدَتْهُ فَاطِمَةُ إِلَى صَدْرِهَا

سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے کی ٹیک لگوا لی۔

(مسند البزار 6858)

اولاد ماں باپ کے لیے جس قسم کا آسرا اور سہارا بنتی ہے، کیا سیدۃ نساء العالمین کا یہ عملِ شریف اس معنی کی تحقیق نہیں کر رہا؟

آسرا بمعنی ٹیک:

اہلِ لغت نے "آسرا" کے معنی "ٹیک، اڑھیکن، روک" کے بھی بیان کیے ہیں۔

جب وصال کے قریب سیدِ عالم ﷺ سیدۃ نساء العالمین سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں تو کیا یہ معنی حقیقی طور پر صادق نہیں آ رہے کہ:

"نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی"

أُمُّ أَبِيهَا:

سیدۃ نساء العالمین کی کنیت "أُمُّ أَبِيهَا" تھی۔

(معجم کبیر 985، 988، مناقب علی لابن المغازلی 392)

مفتی منیب اور ان کے ہمنواؤں سے گزارش ہے کہ:

سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا کو رسول اللہ ﷺ کے لیے کسی بھی معنی کے لحاظ سے آسرا یا سہارا نہ مانیں، لیکن اس کنیت کی توجیہ تو کردیں۔۔۔!!!

آپ رضی اللہ تعالی عنہا تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔ پھر "أُمُّ أَبِيهَا" چہ معنی دارد؟

اگر آپ کہتے ہیں کہ:

"سیدنا ابو طالب اور سیدہ خدیجہ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے والدِ گرامی کا سہارا بنیں اور آپ ﷺ کا خیال رکھنے میں (ماؤں جیسا) بے مثال کردار اداء کرنے کی وجہ سے یہ مبارک کنیت دی گئیں۔"

جب تو "أُمُّ أَبِيهَا" مانتے ہی آپ نے مان لیا کہ:

"نبی دا آسرا ہے ماں حسین دی"

اور اگر اس کے علاوہ کوئی توجیہ ہے تو اس کی ضرور وضاحت فرمائیں۔۔۔!!!

لیکن خیال رہے کہ اس توجیہ میں "آسرا" کے کسی معنی کی تحقیق نہ ہو۔۔۔!!!

آخری گزارش:

آخر میں مفتی منیب صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ

خدارا! اہلِ رفض کا غصہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ پہ نہ نکالیں۔۔۔!!!

حضور ﷺ کے امتیوں کو حضور ﷺ کے خاندان سے نہ توڑیں۔۔۔!!!

اصحابِ رسول ﷺ کی عظمت کے نام پر اہلِ بیتِ رسول ﷺ کا مرتبہ گھٹانے کی کوشش نہ کریں۔۔۔!!!

امام احمد رضا کی پیروی کا دعوی کرتے ہیں تو حقیقی پیروکار بنیں۔ اس عنوان کو محض عوام کی محبتیں اور عقیدتیں بٹورنے کے لیے استعمال نہ کریں۔۔۔!!!

اللہ کریم جل وعلا رسول اللہ ﷺ کی آلِ پاک اور اصحابِ کرام کی تعظیم وادب کی توفیق بخشے۔ آلِ پاک کے غلاموں میں زندہ رکھے اور انہی کے زمرے میں حشر فرمائے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حررہ

سگِ درِ زہراء

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

04 ربیع الثانی 1443ھ / 10 نومبر 2021ء